آسمان حدیث کا نیر تاباں شیخ یونسؒ

آسمان حدیث کا نیر تاباں شیخ یونسؒ

غضب تو اب ہوا ہے کہ آفتاب ٹوٹا ہے

از: مولانا سید احمد ومیض ندوی

بخاری شریف کی ایک روایت میں قیامت کی منجملہ علامتوں میں ایک علامت یہ ذکر کی گئی ہے کہ قرب قیامت میں دین کا علم اٹھالیا جائے گا، علم شریعت کیسے اٹھالیا جائے گا؟ حدیث میں اس کی کیفیت بھی بتائی گئی ہے، علم اچانک سینوں سے سلب نہیں کیا جائے گا، بلکہ رسوخ فی العلم رکھنے والے علماء ایک ایک کرکے اٹھالیے جائیں گے، اس طرح دنیا سے علم ختم ہوتا جائے گا، قرب قیامت کی یہ علامت موجودہ دور میں پوری طرح جلوہ گر نظر آتی ہے، حامل علوم اسلامیہ راسخین فی العلم اور علماء ربانیین تسلسل کے ساتھ اٹھتے جارہے ہیں، ۲۰۱۷ء کو بعض اہل علم نے وفات العلماء کا سال قرار دیا تھا، فی الواقع یہ وفات العلماء کا سال ثابت ہورہا ہے، دارالعلوم دیوبند کے نامور استاذ حضرت مولانا عبد الرحیم بستوی، مولانا قربان اسعدی، شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان، صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان، مولانا عبد الرحیم تکی جلال آبادی، داماد حضرت اقدس مولانا مسیح اللہ خان علیہ الرحمہ اور حضرت مولانا عبد الحفیظ مکی، خلیفہ شیخ الحدیث حضرت مولانا شیخ زکریا علیہ الرحمہ سب اللہ کو پیارے ہوگئے، پھر دارالعلوم دیوبند کے محدث کبیر حضرت مولانا شیخ عبد الحق اعظمی کا سانحہ وفات پیش آیا، اس کے بعد زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ دارالعلوم دیوبند کے مایہ ناز استاذ مرتب ایضاح البخاری حضرت مولانا ریاست بجنوری سبھوں کو سوگوار چھوڑ کر راہی ملک عدم ہوگئے، مولانا ریاست علی بجنوری کے بعد رکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند مولانا ازہر اور جامع الہدیٰ مرادآباد کے شیخ الحدیث حضرت مولانا نسیم احمد غازی نے داعی اجل کو لبیک کہا، آسمان علم کے یہ سب ستارے ایک ایک کرکے ٹوٹتے گئے، لیکن غضب تب ہوا جب آسمان حدیث کا نیر تاباں نصف صدی سے زائد عرصہ تک علم کی روشنی بکھیر کر ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا، کسی نے سچ کہا۔

ستارے ٹوٹتے رہے ہیں شب وروز لیکن

غضب تو اب ہوا ہے جو آفتاب ٹوٹا ہے

Uploaded by: www.nawadir.org

۱۱؍جولائی ۲۰۱۷ء کو جانشین شیخ الحدیث، رونق مسند حدیث، ریحانۃ الہند، استاذ المحدثین، شیخ العرب والعجم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب علیہ الرحمہ کے سانحہ ارتحال کی شکل میں جو عظیم حادثہ رونما ہوا اس نے ساری ملتِ اسلامیہ کے وجود کو ہلا کر رکھ دیا، سوشیل میڈیا پر انتقال کی خبر کیا نشر ہوئی برصغیر ہندوپاک کے علمی ودینی حلقوں میں غم واندوہ کی لہر دوڑ گئی، اور سب کی زبان پر یہی تھا کہ حدیث کا یہ آخری چراغ بھی ہمیشہ کے لیے بجھ گیا، حدیث کی جس شمع پر طالبان علوم نبوت پروانوں کی طرح نچھاور رہتے تھے وہ شمع ہمیشہ کے لیے گل ہوگئی۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب علیہ الرحمہ اللہ کے ان باتوفیق بندوں میں تھے جنھیں اللہ تعالیٰ مختلف زمانوں میں قرآن وسنت کی حفاظت کے لیے پردہ غیب سے ظاہر فرماتا ہے، ان کی شان عام علماء سے بہت بلند تھی، ان کے حالات زندگی اور روزمرہ کے معمولات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اسلاف کا سچا نمونہ تھے، سلف صالحین کی زندگی میں علم حدیث کی جو جستجو اور اس کے حصول کے لیے جن بے پناہ قربانیوں کا تذکرہ ملتا ہے موجودہ دور میں اگر کوئی اس کا نمونہ دیکھنا چاہے تو اس کے لیے شیخ الحدیث مولانا یونس کو دیکھنا کافی ہوگا، حضرت جس پایہ کے محدث تھے موجودہ دور میں شاذونادر ہی اس کی نظیر ملتی ہے، ان کی جلالت شان کا سکہ علماء، طلبہ اور عوام سب پر یکساں بیٹھا تھا، آج جب کہ وہ دنیا سے رخصت ہوچکے ہیں علم حدیث کی بزم سونی سونی نظر آتی ہے، ان کے انتقال سے گویا ایک عہد کا خاتمہ ہوا۔

سوانحی خاکہ

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ ۲۵؍رجب المرجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۲؍اکتوبر ۱۹۳۷ء کو اپنے علاقہ کھیتاسرائے ضلع جونپور میں پیدا ہوئے، جونپور کا خطہ تاریخی ہونے کے ساتھ روز اول سے مردم خیز رہا ہے جسے شیراز ہند کہا جاتا ہے جہاں سے کئی علمی شخصیتیں اٹھیں، شیخ ابھی پانچ سال دس ماہ کے تھے کہ والدہ ماجدہ کا سایہ اٹھ گیا، ابتدائی تعلیم گاؤں کے مکتب میں حاصل کی، پھر تیرہ سال کی عمر میں مدرسہ ضیاء العلوم مانی کلاں میں داخل ہوئے جہاں سے فارسی سے نور الانوار تک کی تعلیم حاصل کی، ۱۳۷۷ھ میں ہندوستان کی شہرۂ آفاق درسگاہ مظاہر علوم سہارنپور میں داخلہ لیا، ۱۳۸۰ھ میں یہیں سے دورۂ حدیث مکمل کیا، دورۂ حدیث سے فراغت کے بعد مظاہر علوم ہی میں بحیثیت معین مدرس تدریسی خدمات کا آغاز کیا، پھر ترقی کرتے کرتے ۱۳۸۸ھ میں شیخ الحدیث کے منصب جلیل پر فائز ہوئے، اور تادم اخیر اس منصب کو رونق بخشتے رہے۔

Uploaded by: www.nawadir.org

بچپن کے حالات

والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد آپ اپنی نانی جان کے پاس رہنے لگے، ایک دفعہ حضرت شیخ الحدیث نے جن کی عمر پانچ سال تھی دیکھا کہ ان کی نانی اپنے بیٹے کی پڑھائی میں تساہل کی وجہ سے پٹائی کر رہی ہیں تو حضرت شیخ نانی جان سے کہنے لگے میں پڑھنے کے لیے جاؤں گا، بچے کی خواہش پر فوری عمل ہوا اور زاد راہ تیار کیا گیا، وطن سے قریب ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر مکتب میں پڑھنے کے لیے یہ ننھا سا طالب علم اپنے ماموں کے ساتھ روانہ ہوا، تھوڑا سا فاصلہ طے کرنے کے بعد جب تھک گئے تو ماموں نے انھیں اپنے کندھے پر اٹھالیا، آخر کار مکتب پہونچ گئے، لیکن شاید اس مکتب میں پڑھائی مقدر نہ تھی پھر دوسرے مکتب کا رخ کیا، جہاں بغدادی قاعدہ پڑھا، پھر کچھ عرصہ کے بعد جب خود حضرت شیخ کے گاؤں میں ایک پرائمری اسکول قائم ہوا تو وہاں تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا اور دوسری جماعت تک تعلیم حاصل کی، تیسری جماعت کے لیے مانی کلاں کے پرائمری اسکول میں داخل ہوئے، آپ کے والد ماجد دینی مزاج کے حامل اور مغربی تعلیم و تہذیب کے مضر اثرات سے خوب واقف تھے، انھوں نے مناسب نہ سمجھا کہ اپنے بچے کو مغربی تہذیب کے حوالہ کریں، ہندی میں چوں کہ شرکیہ اثرات پائے جاتے تھے، اس لیے اس کی تعلیم بھی مناسب نہ سمجھا، حضرت شیخ کے والد اپنے بیٹے کی دینی تربیت کا بڑا اہتمام فرماتے تھے، خود حضرت شیخ نے لکھا ہے کہ ایک دن میں ہندی کتاب پڑھ رہا تھا جس میں لکھا تھا طوطا رام رام کرتا ہے، والد ماجد نے یہ سن کر فرمایا بس بہت پڑھ لیا کتاب رکھ دو، اس طرح آپ کی عصری تعلیم کا سلسلہ موقوف ہو گیا۔

دینی تعلیم کا آغاز اور تکمیل کے مراحل

حضرت شیخ نے ابتدائی دینی تعلیم فارسی سے سکندر نامہ تک علاقہ کے مکاتب میں حاصل کی، پھر عالمیت میں نور الانوار تک مدرسہ ضیاء العلوم مانی کلاں جونپور میں زیر تعلیم رہے، اس دوران بیشتر کتابیں مولانا ضیاء الحقؒ اور مولانا نور محمدؒ سے پڑھیں، البتہ شرح جامی شیخ طریقت حضرت مولانا عبد الحلیم جونپوری علیہ الرحمہ سے پڑھی، اس دور میں تعلیم و تربیت، تقویٰ وللّٰہیت اور اسلاف کی سادگی میں مظاہر علوم سہارنپور کا بڑا شہرہ تھا، اس کے علاوہ خود حضرت شیخ کے استاذ مولانا عبد الحلیمؒ جونپوری بھی مظاہر کے فارغ تھے، اس لیے شیخ نے ۵ر مئی ۱۹۵۸ء کو مظاہر علوم میں داخلہ لیا، آپ کا داخلہ امتحان فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسینؒ صاحب نے لیا، مظاہر کے پہلے سال آپ نے جلالین، ہدایہ، میبذی اور سراجی پڑھی، جب کہ دوسرے سال بیضاوی، ہدایہ ثالث، مشکوٰۃ، شرح نخبہ اور سلم وغیرہ کی تکمیل کی، ۱۳۸۰ھ آپ کا دورۂ حدیث کا سال تھا جس میں صحاح ستہ اور دیگر کتب حدیث کی

Uploaded by: www.nawadir.org

تکمیل فرمائی، بخاری شریف شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب سے، مسلم شریف مولانا منظور احمد صاحب، ابو داؤد شریف مولانا محمد اسعد اللہ صاحب اور ترمذی ونسائی مولانا امیر احمد صاحب کاندھلوی سے پڑھا، دورۂ حدیث میں آپ نے امتیازی کامیابی حاصل کی، آپ کے رفقاء درس میں مولانا سید محمد عاقل صاحب، مولانا شجاع الدین حیدر آبادی اور مولانا اجتباء الحسن کاندھلوی قابل ذکر ہیں۔

تدریسی خدمات

زمانہ طالب علمی ہی سے حضرت شیخ کو حضرت مفتی مظفر حسین علیہ الرحمہ کی شفقتیں حاصل تھیں، حضرت مفتی صاحب نے ۱۳۸۱ھ میں ۷ روپے ماہانہ مشاہرہ پر شیخ یونس کا بحیثیت معین مدرس تقرر فرمایا، پھر یکم ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ کو مکمل بحالی ہوئی، اُدھر حضرت شیخ کے تدریسی جوہر دن بدن نکھرتے جارہے تھے اور اِدھر اکابر اساتذہ کے انتقال اور پیرانہ سالی کے سبب جگہ خالی ہوتی جارہی تھی، اس طرح حضرت شیخ کے لیے اونچی کتب حدیث کی تدریس کے مواقع جلد فراہم ہوتے گئے، جن چار اساتذہ سے آپ نے دورۂ حدیث کی کتابیں پڑھی تھیں اگلے چار برسوں میں ان میں سے دو اللہ کو پیارے ہوگئے اور دو (حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریؒا صاحب اور ناظم اعلیٰ مظاہر علوم مولانا اسعد اللہؒ صاحب) نے ترک تدریس کا فیصلہ کیا، مؤخر الذکر دونوں اکابر فکر مند تھے کہ بزرگوں کا لگایا ہوا یہ پودا کہیں کمزور نہ ہوجائے، چنانچہ مظاہر علوم کے اہتمام اور منصب شیخ الحدیث کے لیے ان دونوں بزرگوں نے موزوں شخصیات کا انتخاب کیا، اہتمام کے لیے مفتی مظفر حسینؒ صاحب کا انتخاب عمل میں آیا، اور حضرت شیخ یونس کو شیخ الحدیث کے منصب پر فائز کیا گیا، ۱۳۸۴ھ میں جب حضرت شیخ کے استاذ مولانا امیر احمد کاندھلویؒ انتقال فرماگئے تو حضرت شیخ کے پاس مشکوٰۃ شریف آئی، اگلے سال مختصر المعانی، میر قطبی، شرح نخبۃ الفکر اور مشکوٰۃ شریف مکمل پڑھائی، اس کے بعد ابوداؤد شریف، نسائی شریف اور نور الانوار شیخ کے زیر درس رہیں، ۱۳۸۷ھ میں مسلم شریف، نسائی شریف، ابن ماجہ اور موطین زیر درس رہیں، یہاں تک کہ ۱۳۸۸ھ میں بخاری شریف پڑھانے کا شرف حاصل ہوا، حضرت کا درس بخاری بہت جلد عوام وخواص میں مقبول ہوگیا، ختم بخاری شریف میں عوام وخواص کا ایک جم غفیر آیا کرتا تھا۔

حضرت شیخ الحدیث کے شاگرد کے مطابق ان کا درس بخاری نہایت بصیرت افروز اور جداگانہ انداز کا تھا، وہ حدیث پر ماہرانہ کلام اور محققانہ گفتگو فرماتے تھے، فقہی مباحث پر اکتفاء کرنے کے بجائے رواۃ پر کلام اور سند حدیث پر سیر حاصل بحث فرماتے تھے، جرح وتعدیل اور فن اسماء الرجال پر انھیں غیر معمولی دسترس حاصل تھی، حضرت شیخ یونس کی درسی خصوصیات پر روشنی ڈالتے

Uploaded by: www.nawadir.org

ہوئے ان کے شاگرد رشید احمد "الیواقیت الغالیہ" کے مرتب مولانا محمد ایوب سورتی رقم طراز ہیں: "ہمارے حضرت کا درس کیا ہوتا ہے ایک بحر ناپید کنار، محدثین و متکلمین، مفسرین وشراح کرام اور ائمہ جرح وتعدیل کے ناموں کی ایک فہرست ذہن نارسا پر نقش ہو جاتی ہے، رواۃ پر سیر حاصل کلام اور کوئی قول بغیر حوالے کے نہیں، بلکہ اصل تک پہنچنے کی کوشش ہوتی ہے، شرح حدیث، اقوال ائمہ، دلائل طرفین اور ان میں موازنہ وجہ ترجیح وغیرہ سب کچھ ہی بیان ہوتا، گویا فتح الباری وعینی، قسطلانی وکرمانی سبھی کا خلاصہ اور لب لباب ہمارے سامنے ہوتا، اس طرز تدریس کا فائدہ یہ ہوا کہ پڑھنے والوں میں ذوق تحقیق پیدا ہوا، لکھنے پڑھنے کا ایک ڈھنگ آگیا" (الیواقت الغالیہ ۱/۱۸)۔

حضرت کے ایک اور مستفید حضرت کے درس کا تذکرہ یوں کرتے ہیں: "دوران درس حضرت شیخ نے شاہ ولی اللہ کی کتاب "الفضل المبین" کے رجال پر تفصیل سے کلام کیا کہ گویا امام ذہبی یا ابن حجر کتب ستہ کے رجال پر کلام کر رہے ہوں، اس عمر میں حضرت کی یادداشت نے بہت متاثر کیا"۔

علم حدیث میں مقام

حضرت کے علمی مقام کا اندازہ کرنے کے لیے بس یہی بات کافی ہے کہ آپ کے شیخ اور استاذ شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب نہ صرف آپ کی علمی قابلیت کے معترف تھے بلکہ آپ پر حد درجہ اعتماد فرماتے تھے اور مستقبل میں فن حدیث میں جو اونچا مقام آپ کو حاصل ہونے والا تھا، اس کی پیشین گوئی بھی فرمائی تھی، چنانچہ شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب نے ۲۳/ رجب ۱۳۸۷ھ کو شیخ یونس کے نام لکھے گئے اپنے خط میں یوں تحریر فرمایا: "ابھی تو تدریس دورہ کا پہلا سال ہے اور اس سیاہ کار کو تدریس دورہ کا اکتالیسواں سال ہے، اور تدریس حدیث کا سینتالیسواں سال ہے، اللہ تعالیٰ تمہاری عمر میں برکت دے، اور مبارک مشغلوں میں تادیر رکھے، جب سینتالیس پر پہونچ جاؤ گے تو ان شاء اللہ مجھ سے آگے ہو گے" خط کے اخیر میں حضرت نے یہ نوٹ لکھا کہ اس پرچہ کو نہایت احتیاط سے کسی کتاب میں رکھیں اور چالیس سال بعد پڑھیں، اتنا ہی نہیں بلکہ شیخ الحدیث مولانا زکریا نے اپنی کتاب "الابواب والتراجم" میں کئی مقامات پر شیخ یونس کا نام لیکر ان کی رائے نقل فرمائی ہے، حضرت کے شاگرد رشید مولانا محمد ایوب سورتی آپ کے علمی کمال پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں: "بارہویں صدی ہجری میں جس طرح قرآنی علوم اللہ تعالیٰ نے حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کو عطا فرمائے تھے، جس کو انھوں نے بہت سے مقامات پر بطور تحدیث نعمت کے بیان بھی فرمایا ہے، اس زمانہ میں حدیث کا علم حق تعالیٰ شانہ نے اسی طرح آپ کو عطا فرمایا ہے، جس کا ایک موقع پر آپ

Uploaded by: www.nawadir.org

نے تحدیث بالنعمۃ کے طور پر اظہار بھی فرمایا ہے، پھر آپ کی تحقیقات روایت ودرایت پر نقد، وسعت مطالعہ اور متقدمین ومتاخرین کی کتابوں پر بھرپور نقد و تبصرہ اور علامہ ابن حجر عسقلانی جیسے جبل العلم فی الحدیث کے مسامحات کا تذکرہ یہ وہی شخص کر سکتا ہے جس نے پوری بصیرت، انہماک اور عشق کے سوز اور مجتہدانہ فراست کے ساتھ پورے ذخیرۂ احادیث کو کنگھال ڈالا ہو" (الیواقیت الغالیہ: ۲۱)۔

حضرت شیخ یونس کے ایک دوسرے شاگرد مولانا ابن الحسن عباسی نے حضرت کی وفات پر لکھے گئے اپنے مختصر سے مضمون میں لکھا ہے: "۱۲/ ذیقعدہ ۱۴۱۳ھ کو جامعہ فاروقیہ کراچی کے شعبہ تصنیف میں میرا تقرر ہوا، شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب نور اللہ مرقدہ اپنے گھر کے مہمان خانہ میں دار التصنیف کی طرف میرے ساتھ ریک میں بڑی کاپیاں منتقل کرنے لگے، معلوم ہوا کہ یہ حضرت مولانا یونس صاحب مظاہری کی درس بخاری کی تقریر ہے جو کیسٹوں میں تھی، اور حضرت شیخ نے اپنی نگرانی میں اسے کاپیوں میں منتقل کیا، دوسری تقریر حضرت کی اپنی تھی، وہ فائلوں میں کیسٹوں سے منتقل کی گئی تھی، انہیں دونوں تقریروں کو بنیاد بنا کر کشف الباری کتاب المغازی کا آغاز کیا گیا، دوران مراجعت اندازہ ہوا کہ حضرت مولانا یونس صاحب انتہائی کثیر المطالعہ محدث ہیں، بعض اوقات وہ عام مراجع سے ہٹ کر کوئی بات کہہ دیتے ہیں وہ نہ ملتی تو میں کبھی کبھار وہ چھوڑ دیتا لیکن بعد میں وہ قول کہیں نہ کہیں مل جاتا، اس لیے پھر معمول یہ رہا کہ حضرت مولانا یونس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قول اگر کہیں نہیں ملتا تو انہی کے حوالہ سے نقل کر کے لکھ دیتا: ماوجدت فیما بین یدی من المصادر۔

حضرت کے علمی مقام کا اندازہ لگائیے کہ آپ سے اکابر علماء علمی استفسار فرماتے، حضرت مولانا علی میاں ندویؒ، شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ اور مولانا عبید اللہ بلیاویؒ جیسے جبال علم کا بعض معاملات میں حضرت سے رجوع ہونا ثابت ہے۔

علمی انہماک اور کتابوں سے محبت

حضرت شیخ یونس کے اس غیر معمولی تبحر علمی میں جہاں ان کے اساتذہ شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ اور مولانا اسعد اللہؒ صاحب کی دعاؤں کا دخل ہے وہیں روز اول سے ان کے علمی انہماک اور کتابوں سے بے پناہ لگاؤ کا بھی اہم کردار ہے، زمانۂ طالب علمی ہی سے علم سے محبت اور اس راہ میں پیش آنے والی تکلیفوں کو بخوشی سہنا ان کی گھٹی میں پڑا تھا، دوران تعلیم سہارنپور میں بیمار ہوئے تو حضرت شیخ زکریاؒ اور دیگر اساتذہ نے انہیں گھر جانے کا مشورہ دیا مگر وہ نہ مانے، حضرت شیخ نے اپنے مخصوص لہجہ میں فرمایا: "پھر پڑا رہ یہیں، شیخ یونس نے اپنے استاذ کی اس ہدایت پر ایسا عمل کیا کہ پوری زندگی اپنے شیخ کے در پر گزار دی، اور یہیں سے ان کا

Uploaded by: www.nawadir.org

جنازہ اٹھا، آپ کے شاگرد رشید مولانا محمد ایوب سورتی آپ کے ذوق علم اور کتاب دوستی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”دراصل ابتداء ہی سے آپ نے علم حدیث کے ساتھ اشتغال رکھا، اور اسے اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا، آپ خود فرماتے ہیں: اگر مجھے کسی سے کچھ پیسہ میسر آجاتے تو ان سے حدیث کی کتابیں خرید لیتا، حضرت الاستاذ قطب العرب والعجم نے جب بھی ہدیۃً کچھ پیسے عنایت فرمائے تو میں نے ان کی کتابیں خرید لیں، آپ کی قیام گاہ پر اپنا ذاتی علم حدیث کا اتنا بڑا ذخیرہ ہے کہ برصغیر میں شاید ہی کسی کے پاس ہو، بلکہ بڑے بڑے کتب خانے بھی ان امہات کتب سے خالی ہیں، اس کے باوجود حج کے موقعہ پر کتب خانوں میں نئی نئی کتابیں تلاش کرنے کے لیے جاتے ہیں، حالانکہ وہاں کے نشیب و فراز والے راستوں سے گزرتے ہوئے آپ کا سانس پھولنے لگتا ہے، پیشانی عرق آلود ہو جاتی ہے، لیکن ان سب پریشانیوں کے باوجود آپ کے علمی مطالعہ اور ذوق کا اندازہ کچھ وہی حضرات لگا سکتے ہیں جو آپ سے کچھ آشنا ہیں“(الیواقیت الغالیہ:۲۱)۔

تصانیف اور علمی سرمایہ

حضرت شیخ یونس علیہ الرحمہ خالص علمی شخصیت تھے، تحقیق و تدقیق ہی ان کا محبوب مشغلہ تھا، حضرت کے درس بخاری کے افادات ”نبراس الساری إلی ریاض البخاری“ کے نام سے زیور طبع سے آراستہ ہو کر اہل علم سے خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں، درس بخاری شریف کے یہ افادات دراصل بخاری کی تمام شروح و حواشی کا نچوڑ ہے، اہل علم کے لیے یہ نادر تحفہ ہے، علاوہ ازیں مشاہیر اہل علم حضرت شیخ یونس سے علمی استفسار کیا کرتے تھے اور حضرت ان کے تحقیقی جوابات عنایت فرماتے تھے، اس قسم کے تحقیقی جوابات کا وافر ذخیرہ اکٹھا ہو گیا تھا، جسے حضرت کے شاگرد رشید مولانا ایوب سورتی نے ”الیواقیت الغالیہ فی تخریج احادیث العالیہ“ کے نام سے کئی جلدوں میں شائع کیا ہے، یہ علم و تحقیق کے بیش بہا موتی ہیں جن کی قدر و قیمت اصحاب تحقیق ہی جان سکتے ہیں، اسی طرح مظاہر علوم سہارنپور کے ایک فاضل حضرت مولانا مفتی محمد زید مظاہری ندوی نے حضرت شیخ کے تحقیقی شہ پاروں کو ”نوادر الحدیث“ اور ”نوادر الفقہ“ کے نام سے شائع کیا ہے، ان کے علاوہ حضرت کی کئی مفید تالیفات اور افادات شائع ہوئے جن میں ”تخریج احادیث مجموعہ چہل حدیث“ اور ”فیوض سبحانی“ قابل ذکر ہیں، حضرت مولانا محمد سعیدی کے مطابق حضرت کے بہت سے علمی شہ پارے ابھی پردۂ خفا میں ہیں جن کی تفصیل یوں ہے: مقدمہ ہدایہ، سوانح حضرت عبد اللہ بن زبیر، مقدمہ بخاری، الیواقیت واللآلی، جزء حیاۃ الانبیاء، تخریج احادیث اصول الشاشی، مقدمہ مشکوۃ، مقدمہ ابوداؤد، جزء المعراج، جزء المحراب، جزء رفع الیدین، ارشاد القاصد إلی ماتکرر فی البخاری واسناد واحد۔

Uploaded by: www.nawadir.org

اخلاق عالیہ وصفات حمیدہ

اخلاق وصفات میں حضرت شیخ یونس نہایت اونچے مقام پر فائز تھے، اور کیوں نہ ہوتے جب کہ آپ کو مخلص اور تقویٰ شعار اساتذہ اور نمونۂ اسلاف مشائخ سے اکتساب فیض کا موقع ملا تھا، شیخ یونس کو حضرت شیخ زکریا اور مولانا اسعد اللہ رحمہم اللہ دونوں مشائخ سے خلافت واجازت حاصل تھی، شیخ یونس کے تقوے کا یہ عالم تھا کہ مدرسہ کے خلفشار کے بعد تنخواہ لینا ترک فرمادیا، مزاج میں بے پناہ استغناء تھا، حضرت شیخ کے ایک شاگرد شیخ یعقوب دہلوی نے بیان کیا کہ مدینہ منورہ تشریف لانے پر عرب علماء شیخ یونس کے جوتے سیدھے کرنا اپنا شرف سمجھتے تھے، ایک سفر میں ان عرب شاگردوں نے اتنے ہدایا دئے کہ ریالوں سے دو تھیلے بھر گئے، مدینہ سے واپسی پر شیخ نے مجھے حکم دیا کہ سارے پیسے مدینہ منورہ ہی میں غرباء میں تقسیم کر دوں، میں نے باصرار کہا کہ حضرت اپنی ضرورت کے بقدر رکھ لیں، لیکن وہ تیار نہیں ہوئے اور ایک ایک ریال صدقہ کروادیا، ایک عرب عالم دین نے شیخ یونس کے زہد و تقوے کا ذکر ان الفاظ میں کیا وہو آیۃ فی الزہد والورع حضرت شیخ اتباع سنت کا حد درجہ اہتمام فرماتے تھے، ان کی مجلس نہایت باوقار اور سنجیدہ ہوتی تھی، ادب و تعظیم کا بڑا لحاظ فرماتے تھے، مشائخ حدیث اور علماء کی جانب سے جب کوئی قیمتی کتاب ہدیہ میں دی جاتی تو اسے سر پر رکھ لیتے، عرب عالم دین محمد زیاد بن عمر تکلہ۔ جنھوں نے ”الیواقیت الغالیہ“ کے تخریج شدہ ایڈیشن پر مقدمہ لکھا ہے۔ لکھتے ہیں: ”شیخ بن باز سے متعلق جب میری کتاب ہمارے دوست شیخ محمد الحریری نے شیخ یونس کی خدمت میں پیش کی تو شیخ نے اسے چوما اور اپنے سر پر رکھا اور شیخ بن باز کے حق میں تعریفی کلمات ارشاد فرمائے“ (مقدمہ الیواقیت الغالیہ)۔

حضرت شیخ بڑے رقیق القلب تھے، بہت جلد ان پر گریہ وزاری کی کیفیت طاری ہوتی تھی، شیخ میں تواضع وانکساری حد درجہ تھی، طلبہ کی بڑی حوصلہ افزائی فرماتے تھے، نیز منکرات پر نکیر کا بڑا اہتمام تھا، شیخ یونس ایک زاہد و قانع انسان تھے، لیکن احوال عالم سے بے خبر نہیں تھے، عالم اسلام اور مسلمانوں کے حالات سے باخبر رہتے تھے، ”الیواقیت الغالیہ“ کے جامع مولانا ایوب سورتی لکھتے ہیں: ”سری لنکا کے ایک شیخ الحدیث بغرض حصول اجازت حدیث حاضر خدمت ہوئے، حضرت والا نے ایک حدیث تلاوت فرما کر اجازت عنایت فرمائی، اس کے بعد سری لنکا کی شخصیات وحالات، مزاج ورہن وسہن اور بود وباش پر بھی گفتگو فرمائی، ملیشیا کے ایک محدث حاضر خدمت ہوئے ان کو اجازت حدیث عطا فرمائی، پھر وہاں کی تحریکات مذاق ومعیار، شخصیات اور حالات کا اس طرح تجزیہ کیا جیسے وہ نگاہ کے سامنے ہوں، ملی ہمدردی کا جذبہ بھی بے پناہ تھا، فسادات کے موقع پر خود بھی بڑھ چڑھ کر تعاون فرماتے اور اہل خیر سے تعاون کی اپیل فرماتے، مظفر نگر فسادات کے موقع پر اپنا پرانا سامان روانہ فرمایا، نیز فساد زدگان کے لیے خطیر رقم بھی ارسال فرمائی، دوران سفر جو ہدایا ملتے چاہے وہ کتنے ہی قیمتی ہوں مختلف مدارس میں تقسیم فرمانے کا معمول تھا، مادر

Uploaded by: www.nawadir.org

علمی مظاہر علوم سے بے پناہ محبت تھی، شہر میں موجود اپنے دو منزلہ مکان کو مظاہر علوم کو تحریری طور پر وقف فرمایا، اسی طرح لائق کاشت اراضی بھی مدرسہ کو وقف فرمادی، شیخ کے شاگرد مولانا سہیل مظاہری نے ایک تعزیتی جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ ختم نبوت کے ایک جلسہ میں شیخ موجود تھے، منتظمین نے اظہار خیال کی درخواست کی، لیکن کسی وجہ سے شیخ نے معذرت کردی، بعد میں اکثر وہ اس پر قلق ظاہر کرتے تھے کہ کاش تحفظ ختم نبوت کے جلسہ میں میں نے بھی چند جملے کہہ دیا ہوتا تو اس تعلق سے سے کوشش کرنے والوں میں میرا بھی نام شامل ہوتا، شیخ کے ایک اور شاگرد مولانا غیاث الدین مظاہری نے بیان کیا کہ چند ماہ قبل آخری ملاقات کے دوران شیخ یونس نے برجستہ کہا ملاقات کرلو، دیکھ لو، آئندہ جب سہارنپور آؤگے تو یونس سے ملاقات نہ ہوگی، یونس کی قبر پر حاضری دینا، ویسے ۲۰۱۷ء میں کئی علماء ومشائخ دار فانی سے کوچ کر گئے لیکن حضرت شیخ یونس کی وفات ایک ایسا سانحہ ہے جس نے امت کے ہر طبقہ کو ملول کردیا، کسی نے سچ کہا۔

ستارے ٹوٹتے رہے ہیں شب وروز لیکن

غضب تو اب ہوا ہے جو آفتاب ٹوٹا ہے

Uploaded by: www.nawadir.org